www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

از قلم غازی عزیر

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ...

(حدیث)

شیعہ مبلغین اپنی مجالسِ وعظ میں بڑی شد و مد کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علیؓ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔" آپؐ کا یہ فرمانا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت علیؓ تمام صحابہ کرامؓ سے افضل و برتر ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کے متعلق ایسا فرما کر انھیں اپنے نفس سے قرار دیا ہے۔ جب کہ یہ سعادت اور مقام و مرتبہ کسی دُوسرے صحابی کا مقدر نہ بن سکا۔"[1]

شیعہ علماء کے اِن تمام دعاوی کا جائزہ انشاء اللہ آگے پیش کیا جائے گا۔ فی الحال ذیل میں اس حدیث کے جملہ طرق، محدثین کے نزدیک اُن کے مقام و مراتب اور مطالب شروح بیان کی جاتی ہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ کثرت کے ساتھ بیان کی جانے والی حدیث اس طرح ہے:
"عَلِیٌّ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِیٌّ"

یہ روایت اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق عن ابی اسحاق عن حبشی بن جنادہؓ کے طریق سے مروی ہے۔ امام احمد[2] اور ابن عساکرؒ[3] نے اس کی تخریج کی ہے۔ اِن کے علاوہ امام ترمذی[4]، امام نسائی[5]، امام طبرانی[6]، امام ابن ماجہ[7]، زید بن علی[8] اور ابن سعد[9] رحمہم اللہ نے بھی اس کی تخریج فرمائی ہے۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) نے اسے جن دو طرق سے روایت کیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُوْسٰی نَا شَرِیْكٌ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنْ حُبْشِیِّ بْنِ

---

[1] کذا فی تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۵ طبع دہلی و نشر السنۃ ملتان [2] مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۶۴، ج ۴ ص ۱۶۴-۱۶۵، ج ۵ ص ۲۰۴ [3] تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۱۲ ص ۳۰ ق ۱ [4] جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۵-۳۲۶-۳۲۸ [5] خصائص علیؓ للنسائی ص ۲۰ [6] طبرانی الکبیر حدیث ۳۵۱۱ [7] سنن ابن ماجہ المقدمۃ باب ۱۱ حدیث ۱۱۹ [8] مسند زید بن علی حدیث ۹۶۲، ۹۶۳ [9] طبقات ابن سعد ملحق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ۔[1]

(۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ ۔۔۔[2]

اوّل الذکر حدیث کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو اوپر مذکور ہیں۔ لیکن آخر الذکر حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي۔

ان میں سے پہلی حدیث پر امام ابو عیسیٰ ترمذیؒ نے حکم لگایا ہے کہ "یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے"[3] اور دوسری پر کہ "یہ حدیث غریب ہے اور ہمیں جعفر بن سلیمان کی اس حدیث کے علاوہ کسی اور حدیث کا علم نہیں کہ جس میں یہ بات مذکور ہو"[4]

امام ترمذیؒ کے پہلے طریق میں عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی ہے جو ثقہ عابد تو تھا لیکن علامہ حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) اور علامہ عبدالرحمٰن ابو العلی مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۳ھ) وغیرہ فرماتے ہیں کہ "آخر عمر میں اختلاط کیا کرتا تھا"[5] اگرچہ ابو حاتمؒ اور عجلیؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن بقول علامہ فسویؒ "بعض اہل علم نے اختلاط کی وجہ سے اسے ترک کیا ہے"[6]۔ علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ابو اسحٰق السبیعی اختلاط کیا کرتا تھا، پھر وہ مدلس بھی ہے"[7]۔ اسی طرح علامہ شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ "وہ مدلس ہے جس کی صراحت حافظ ابن حجرؒ نے طبقات المدلسین میں فرمائی ہے"[8]۔

اس طریق میں عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی کا تابع شریک بن عبداللہ القاضی ہے، اور

---

[1] جامع الترمذی مع تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۸ [2] ایضاً ج ۴ ص ۳۲۵، ۳۲۶ [3] ایضاً ج ۴ ص ۳۲۸ [4] ایضاً ج ۴ ص ۳۲۶ [5] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۷۳ طبع دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء، میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی ج ۳ ص ۲۷۰ طبع دار المعرفۃ بیروت، تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۰۹، ۲۱۰۔ تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۸ ص ۶۳، الکواکب النیرات ص ۳۴۱، شرح علل الترمذی لابن رجب ص ۳۷۵، معرفۃ الثقات من الرجال أہل العلم والحدیث ومن الضعفاء وذکر مذاہبہم وأخبارہم للعجلی ج ۲ ص ۱۷۹، ۱۸۱ طبع مکتبۃ الدار بالمدینۃ المنورۃ ۱۴۰۵ھ [6] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۷۰ [7] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ وشیء من فقہہا وفوائدہا للشیخ الألبانی ج ۴ ص ۳۳۵-۳۳۷ طبع مکتبۃ السلفیۃ عمان ۱۴۰۸ھ [8] تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۴۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر بھی کلام کیا گیا ہے۔ علامہ ذہبیؒ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں: بہت زیادہ ضعیف ہے۔ یحییٰ القطانؒ یہ بھی فرماتے ہیں، میں نے اسے تخلیط کرتے ہوئے پایا ہے۔ یحییٰ بن سعیدؒ کا ایک قول یہ بھی ہے کہ آخر عمر میں اختلاط کیا کرتا تھا۔ عبداللہ بن مبارکؒ کا قول ہے کہ شریک کی احادیث کچھ نہیں ہوتیں۔ جوزجانیؒ کا قول ہے کہ وہ سیئ الحفظ اور مضطرب الحدیث تھا۔ ابن معینؒ نے اسے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔ امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مسعود الدارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) کا قول ہے کہ شریک قوی نہیں ہے۔ ابوحاتمؒ کا قول ہے: شریک صدوق تو ہے لیکن اس سے اغلاط مروی ہیں۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) کا قول ہے: اس میں کوئی حرج نہیں[1]۔ علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح العجلیؒ الکوفی نزیل طرابلس (م ۲۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ: ثقہ اور حسن الحدیث ہے[2]۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق ہے، اکثر خطا کرتا ہے اور اس کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا[3]۔" حافظ ابن حجرؒ کا ایک اور قول ہے کہ "اس کی اسناد میں لچک ہوتی ہے[4]۔" یعقوب بن سفیانؒ فرماتے ہیں: "ثقہ لیکن حافظہ کا خراب تھا[5]۔" علامہ نورالدین ابی الحسن علی بن ابی بکر ابن سلیمان الہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) فرماتے ہیں: "ثقہ ہے لیکن اس پر کلام کیا گیا ہے[6]۔" امام نسائیؒ وغیرہ نے اسے ثقہ بتایا ہے لیکن اس میں ضعف پایا جاتا ہے[7]۔" ایک مقام پر علامہ ہیثمیؒ نے اسے "حسن الحدیث" بھی قرار دیا ہے[8]۔ علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی فرماتے ہیں کہ "شریک میں ضعف موجود ہے[9]۔" ایک مقام پر لکھتے ہیں: "وہ حافظہ کے باعث ضعیف ہے[10]۔" ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "اس کے حافظہ کی خرابی کے باعث اس کی تضعیف کی گئی ہے[11]۔" ایک اور مقام پر علامہ موصوف فرماتے ہیں: "شریک سیئ الحفظ ہے۔ اگر اس کا حافظہ درست بھی مانا جاتا تو بھی اس کے اختلاط کی علت اس کی تضعیف کے لئے کافی ہے[12]۔"

---

۱ میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۲۷۰-۲۷۴ ۲ معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۴۵۲-۴۵۶ ۳ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۵۱ ۴ التلخیص الحبیر لابن حجر بحوالہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۱۱۱-۱۱۵ ۵ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۲ ۶ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۳ ص ۲۱ وج ۹ ص ۵۵ ۷ ایضاً ج ۵ ص ۱۰ وج ۱۰ ص ۲۱۴، ۳۴۷ ۸ ایضاً ج ۹ ص ۱۲۳ طبع دار الکتب العربی ۹ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ واثرہا السیئ فی الامۃ للشیخ الالبانی ج ۱ ص ۲۱۳، ۲۲۹ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ ۱۰ ایضاً ج ۲ ص ۲۲، ۹ ۱۱ ایضاً ج ۲ ص ۱۱۲، ۲۱۳، ۲۲۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲ ۱۲ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۴ ص ۶۳۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک بن عبداللہ القاضیؒ کے تفصیلی ترجمہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں: فہارس مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للشیخ ابوہاجر محمد السعید بن بسیونی الزغلول[1]، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ[2] اور تاریخ بغداد للخطیب البغدادیؒ وغیرہ[3]۔

اسی طریق اسناد میں شریک بن عبداللہ القاضیؒ کا تابع اسماعیل بن موسیٰ الفزاریؒ الکوفی ہے جن کے متعلق مشہور ہے کہ "صدوق ہے لیکن خطا کیا کرتا تھا۔ اس پر رافضی ہونے کا اتہام بھی ہے"[4] ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ: "اس میں غلو فی التشیع کے باعث نکارت پائی جاتی ہے"[5]۔ ابوحاتمؒ نے اسے "صدوق شیعی"[6] قرار دیا ہے اور امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "اس میں کوئی حرج نہیں ہے" لیکن ابن ابی شیبہؒ بیان کرتے ہیں کہ "وہ فاسق، اسلاف کو گالیاں دیا کرتا تھا"[7]

اب امام ترمذیؒ کی روایت کردہ دوسری حدیث کی اسناد کی طرف توجہ فرمائیں تو آپ کو اس میں ایک راوی جعفر بن سلیمان الضبعیؒ نظر آئے گا جس کے متعلق امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں "صدوق زاہد تھا لیکن اس میں تشیع موجود تھا"[8] اسی طرح عجلیؒ فرماتے ہیں: "ثقہ تھا لیکن اس میں تشیع پایا جاتا ہے"[9] علامہ عبدالرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں "کہ وہ شیعہ بلکہ غالی شیعہ تھا"[10] علامہ دوریؒ کا قول ہے: "جعفر بن سلیمان کے سامنے اگر امیر معاویہؓ کا ذکر کیا جاتا تو وہ ان کو گالیاں دیتا تھا اور اگر حضرت علیؓ کا ذکر کیا جاتا تو رونے لگتا تھا"[11] علامہ ابی جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی المکیؒ (م ۳۲۲ھ) فرماتے ہیں کہ "محمد بن مقدام العجلیؒ نے جعفر کی نسبت رفض کی طرف بیان کی ہے۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہؒ نے یحییٰ بن معینؒ کا قول نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن سعید القطانؒ جعفر بن سلیمان سے روایت نہیں لیا کرتے تھے اور نہ اس کی کوئی حدیث لکھا کرتے تھے بلکہ اس کی تضعیف فرمایا کرتے تھے، اگرچہ وہ ہمارے نزدیک ثقہ ہے"[12]

۱؎ فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۳۰۲ طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۸۶ء ۲؎ تہذیب التہذیب لابن حجرؒ ص ۳۳۳ ۳؎ تاریخ بغداد للخطیب ج ۹ ص ۲۷۹ ۴؎ کذا فی تقریب التہذیب لابن حجرؒ ج ۱ ص ۷۵، وتحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۲ ۵؎ تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۳۵ وکذا فی الخلاصۃ لابن حجر ومیزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۲۵۱-۲۵۲ وتحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۵۱-۲۵۲ ۶؎ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۱۹۶ ۷؎ میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ۸؎ تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۳۱ وتحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۱۵۱، ۲۰۲ ۹؎ معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۶۹ ۱۰؎ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۲۲۵-۲۲۶ ۱۱؎ ایضاً ج ۴ ص ۳۲۵-۳۲۶ وکذا فی تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۹۵۔ ۱۲؎ الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۸۸-۱۸۹ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۴ء وکذا فی میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۰۸-۴۰۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ بن معینؒ نے جعفر بن سلیمان کو "ثقہ" قرار دیا ہے[1] علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: امام احمدؒ کا قول ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، امام بخاریؒ فرماتے تھے: "کَانَ أُمِّیًّا"، ابن سعدؒ کا قول ہے کہ ثقہ ہے لیکن اس میں ضعف اور تشیع ہے۔ احمد بن مقدامؒ کا قول ہے کہ ائمہ نے اس کی نسبت جانب بیان کی ہے۔ ابن حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں بالکل گروہ سے توشل حمار ہے۔ سلیمان بن حربؒ فرماتے تھے کہ "اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی"، حماد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ "لیکن اس کی حدیث لکھنے سے کسی نے منع نہیں کیا ہے"۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب "الضعفاء الصغیر" میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی بعض احادیث میں مخالفت پائی جاتی ہے"۔ علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: چونکہ اس میں تشیع موجود ہے اس لئے وہ حضرت علیؓ اور اہل بصرہ کے متعلق کثرت سے احادیث روایت کرتا ہے اور حضرت علیؓ کے متعلق روایت کرنے میں غلو بھی اختیار کر جاتا ہے"۔ علامہ ذہبیؒ نے اس کے ترجمہ میں مثال کے طور پر یہی حدیث "عَلِیٌّ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ" نقل فرمائی ہے"[2]

چونکہ امام ترمذیؒ کی روایت کردہ مذکورہ بالا دونوں احادیث کے جملہ رواۃِ اسناد پر کبار ائمہ جرح و تعدیل نے سوءِ حفظ، اختلاط، نسبت الی الرفض، تدلیس، غلو فی التشیع، لین الحدیث، نکارت، ضعف وغیرہ جیسے بڑے احکام لگائے ہیں۔ لہٰذا ان احکام کی روشنی میں یہ دونوں حدیثیں "ضعیف الاسناد" قرار پاتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

اب امام احمد بن حنبلؒ اور بزارؒ کی حدیث بطریق اجلح الکندی عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ بریدۃ پیش خدمت ہے۔ اس روایت میں جو الفاظ مروی ہیں وہ اس طرح ہیں:

"لَا تَقَعْ فِیْ عَلِیٍّ فَإِنَّهُ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّكُمْ بَعْدِیْ وَإِنَّهُ مِنِّیْ وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّكُمْ بَعْدِیْ"[3]

احمد بن حنبلؒ اور بزارؒ کی اس روایت کی اسناد میں بھی اجلح الکندی نامی ایک شیعہ راوی موجود ہے۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "اس کی اسناد میں اجلح الکندی (ابا حجیۃ) موجود ہے جس کی توثیق ابن معینؒ وغیرہ نے فرمائی ہے۔ لیکن ایک جماعت نے اس کی تضعیف کی ہے امام احمدؒ کی روایت کے بقیہ رجال رجال الصحیح ہیں"[4]۔ علامہ عبدالرحمان مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

---

[1] ایضاً [2] میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۱۰-۴۱۱ [3] مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۶۵ وکذا فی تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۲ [4] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی ج ۹ ص ۱۲۸-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس میں اجلح الکندی بھی شیعہ ہے، جیسا کہ میزان وغیرہ میں مذکور ہے[1]"

اجلح الکندی کے متعلق امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: "صدوق لیکن شیعہ تھا[2]" علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی (م ۹۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ "جوزجانی نے اجلح کو مفتر قرار دیا ہے[3]" امام ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی القرشی (م ۵۹۷ھ) نے اس کا ذکر اپنی کتاب "الموضوعات[4]" میں کیا ہے۔ اور ایک حدیث کے متعلق فرمایا ہے کہ "اسے اجلح نے وضع کیا ہے" عجلی فرماتے ہیں کہ "ثقہ ہے، ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: جائز الحدیث ہے لیکن قوی نہیں ہے[5]" عقیلی فرماتے ہیں: "ابوالولید نے یحییٰ بن سعید سے اجلح کے متعلق سوال کیا کہ وہ مجالد کے مقابلہ میں کیسا ہے تو یحییٰ بن سعید نے جواب دیا کہ اس کا حال مجالد سے بہت برا ہے۔ ایک مقام پر یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا: فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ[6]" علامہ محمد بن حبان بن احمد بن ابی حاتم التمیمی البستی (م ۳۵۴ھ) فرماتے ہیں کہ "اسے خود نہیں معلوم کہ وہ کیا بیان کرتا ہے۔ ابوسفیان کو ابوزبیر بنا دیتا ہے اور خود نام گھڑ لیا کرتا ہے[7]" علامہ برہان الدین حلبی (م ۸۴۱ھ) اور علامہ ذہبی فرماتے ہیں: "ابن معین اور احمد بن عبداللہ العجلی نے اس کی توثیق کی ہے۔ لیکن ابوحاتم نے کہا ہے کہ قوی نہیں ہے۔ نسائی کا قول ہے کہ ضعیف ہے اور اس کی رائے سوء ہے۔ قطان کا قول ہے: فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْءٌ۔ ابن عدی فرماتے ہیں: "شیعی لیکن صدوق ہے۔ جوزجانی کا قول ہے کہ مفتر ہے[8]"

علامہ ناصر الدین البانی ایک مقام پر فرماتے ہیں: "اجلح میں ضعف ہے[9]" دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وہ مختلف فیہ ہے[10]" ایک مقام پر اسے "حسن الحدیث" لکھتے ہیں[11]۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تاریخ روایۃ الدوری[12]، ترتیب الثقات للہیثمی[13]، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم[14]، الکامل فی الضعفاء لابن

---

[1] تحفۃ الأحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۲۶ [2] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۴۹ [3] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الأخبار الشنیعۃ الموضوعۃ للکنانی ج ۱ ص ۲۵ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۱ء [4] کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۴۲ طبع دار السلفیۃ مدینۃ المنورۃ ۱۹۶۶ء [5] معرفۃ الثقات للعجلی ج ۱ ص ۲۲۲ [6] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۱۲۲-۱۲۳ [7] کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین لابن حبان ج ۱ ص ۱۷۵ طبع دار الباز مکۃ المکرمۃ [8] کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث للحلبی ص ۵ طبع احیاء التراث الاسلامی بغداد ۱۹۸۴ء ومیزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۷۸-۷۹ [9] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۴ ص ۲۱۱ [10] ایضاً ج ۴ ص ۲۲۶،۲۹۶ [11] ایضاً ج ۲ ص ۲۴۴ [12] تاریخ روایۃ الدوری ترجمہ ۱۲۶۶ [13] ترتیب الثقات للہیثمی ق ۲ ب [14] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۳۴۴۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدی[1] تہذیب التہذیب لابن حجر[2] تہذیب الکمال للخزرجی[3] اور التاریخ الکبیر للبخاری[4] وغیرہ[5]

طبرانی میں حضرت بریدہؓ سے ہی مروی ایک اور طویل حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں :

"مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَنْتَقِصُوْنَ عَلِيًّا مَنْ تَنَقَّصَ عَلِيًّا فَقَدْ تَنَقَّصَنِيْ وَمَنْ فَارَقَ عَلِيًّا فَقَدْ فَارَقَنِيْ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ خُلِقَ مِنْ طِيْنَتِيْ وَخُلِقْتُ مِنْ طِيْنَةِ اِبْرَاهِيْمَ[6] الخ ـ

اس روایت کی اسناد کے متعلق علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں ، "اس کی اسناد میں رواۃ کی ایک جماعت موجود ہے جنھیں میں نہیں جانتا ۔ ان کے علاوہ اس میں حسین الاشقر بھی موجود ہے ۔ جمہور علماء نے جس کی تضعیف کی ہے اگرچہ ابن حبانؒ سے اس کی توثیق منقول ہے[7] "

حسین الاشقر کے متعلق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں : "صدوق ہے ، وہم کا شکار تھا اور شیعیت میں غلو رکھتا تھا[8] " علامہ ابن العراق الکنانی فرماتے ہیں : "ابن عدیؒ نے اسے متہم گردانا ہے ۔ اور کہا ہے کہ میرے نزدیک اس کی خبر میں بلاء موجود ہے ۔ ابو معمر الہذلیؒ نے اسے کذاب کہا ہے[9] " دارقطنیؒ اور نسائیؒ فرماتے ہیں کہ "قوی نہیں ہے[10] " علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں : "منکر الحدیث ہے ، اس پر کذب کا الزام بھی ہے لیکن ابن حبانؒ نے اسے ثقہ بتایا ہے[11] " ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں ، "بہت زیادہ ضعیف ہے ۔ مگر ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے[12] " ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں : "ابن حبانؒ نے اس کی توثیق کی ہے جبکہ جمہور سے اس کی تضعیف منقول ہے[13] " علامہ برہان الدین حلبیؒ اور علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں : "بخاری کا قول ہے : فِيْهِ نَظَرٌ ۔ ابوزرعہؒ فرماتے ہیں کہ منکر الحدیث ہے ، ابو حاتمؒ کا قول ہے کہ قوی نہیں ہے ۔ جوزجانیؒ فرماتے ہیں : "غالی اور اصحاب خیر کو گالیاں دینے والا ہے ۔ ابن عدیؒ فرماتے ہیں : "اس سے مناکیر مروی ہیں ۔ ابو معمر الہذلیؒ نے اسے کذاب کہا ہے ۔ نسائیؒ اور

---

[1] الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۱ ترجمہ نمبر ۱۵ [2] تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۸۹ [3] تہذیب الکمال للخزرجی ج ۲ ص ۱۲ [4] التاریخ الکبیر للبخاری ج ۲ ص ۲۶ [5] طبرانی فی الاوسط بحوالہ مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ ص ۱۲۸ [6] ایضاً [7] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۱۷۵ [8] تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ للکنانی ج ۱ ص ۵۵ [9] الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۱۴۶ ۔ [10] الضعفاء والمتروکون للدارقطنی ترجمہ ۱۹۵ [11] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۹ ص ۱۸۹ [12] ایضاً ج ۱ ص ۳۲۶ [13] ایضاً ج ۲ ص ۹۲ وفہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۶۹ ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارقطنیؒ کہتے ہیں کہ قوی نہیں ہے جبکہ ابن حبانؒ نے اس کا ذکر اپنی ثقات میں کیا ہے[۱]۔"

علامہ محمد ناصر الدین الألبانی فرماتے ہیں: "غالی شیعہ ہے، امام بخاریؒ نے اس کی بہت زیادہ تضعیف کی ہے۔ اور "التاریخ الصغیر" میں لکھا ہے کہ اس سے مناکیر مروی ہیں[۲]۔"

مزید تفصیل کے لئے الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ[۳]، احوال الرجال للجوزجانیؒ[۴]، ترتیب الثقات لابن حبانؒ[۵]، التاریخ الکبیر للبخاریؒ[۶]، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ[۷]، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ[۸] اور المجموع فی الضعفاء والمتروکون للسیروانؒ[۹] وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

طبرانیؒ کی ایک اور روایت[۱۰] میں قیس بن الربیع ابو اسحاق عن حبشی بن جنادہؓ کا تابع ہے۔

امام نسائیؒ نے قیس بن الربیعؒ کو "متروک الحدیث[۱۱]" قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "وکیعؒ اس کی تضعیف کیا کرتے تھے[۱۲]۔" علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "شعبہؒ، سفیان الثوریؒ، اور طیالسیؒ نے قیس کو ثقہ بتایا ہے۔ لیکن امام احمدؒ و یحییٰ بن معینؒ وغیرہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے[۱۳]۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: "اس پر کلام کیا گیا ہے[۱۴]۔" ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: "شعبہؒ اور ثوریؒ نے توثیق کی ہے لیکن اس میں ضعف ہے[۱۵]۔" علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "صدوق تھا۔ مگر جب عمر بڑھی تو اس میں تغیر آگیا تھا[۱۶]۔" علامہ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: "شعبہؒ نے اسے حسن القول کہا ہے، وکیعؒ نے اس کی تضعیف کی ہے، ابن مبارکؒ "رفجع القول" بتاتے ہیں، یحییٰ القطانؒ نے اسے ترک کیا ہے، یحییٰ بن معینؒ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ دارمیؒ فرماتے ہیں کہ: "میں نے یحییٰ بن معینؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک دوسرے قول میں، کسی چیز کے مساوی نہیں ہے، کہنا بھی منقول ہے۔ ابو حاتمؒ فرماتے

---

[۱] میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۵۳۱-۵۳۲ وکشف الحثیث للحلبی ص ۱۴۸-۱۴۸ [۲] سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للألبانی ج ۱ ص ۳۶۰-۳۶۱ [۳] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۴۹-۵۰ [۴] أحوال الرجال للجوزجانی ق ۸۰ [۵] ترتیب الثقات لابن حبان ج ۱ ق ۹۲ [۶] التاریخ الکبیر للبخاری ج ۱ ق ۲ ص ۲۸۵ [۷] الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۱ ص ۲۴۹-۲۵۰ [۸] الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ص ۱۱۱ [۹] المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۶۵ [۱۰] طبرانی حدیث نمبر ۳۵۱۲ [۱۱] الضعفاء والمتروکون للنسائی ترجمہ ۴۹۹ [۱۲] الضعفاء الصغیر للبخاری، ترجمہ ۳۱۰ [۱۳] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۵۰ و ج ۲ ص ۲۹ [۱۴] ایضاً ج ۳ ص ۱۱۲، ۲۷۰ و ج ۹ ص ۱۷۰ و ج ۱ ص ۹۵ [۱۵] ایضاً ج ۴ ص ۱۱، ۲۸۳، ج ۵ ص ۴۲، ۱۴۶، و ج ۹ ص ۱۴۶ [۱۶] تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۱۲۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ جب وہ جوان تھا اس وقت اس کی رائے صادق اور مامون تھی لیکن جب اس کی عمر بڑھی تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا[1]" علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "فی نفسہ صدوق ہے لیکن اس کا حافظہ خراب تھا۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ اس کا محل صدق ہے لیکن قوی نہیں ہے۔ یحییٰؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ ایک مرتبہ کہا کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ اس کے متعلق مذکور ہے کہ وہ شیعہ تھا۔ کثرت سے خطاء کرتا تھا اور اس سے احادیثِ منکرہ مروی ہیں۔ وکیعؒ، علی المدینیؒ اور دارقطنیؒ نے اس کی تضعیف کی ہے اور نسائیؒ نے متروک قرار دیا ہے[2]"

مزید تفصیل کے لئے تاریخ یحییٰ بن معینؒ[3]، الطبقات الکبریٰ[4]، التاریخ الکبیر للبخاریؒ[5]، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ[6]، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ[7]، الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ[8]، تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانیؒ[9]، المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان[10]، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ[11]، فہارس مجمع الزوائد للزغلول[12] اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للشیخ الالبانیؒ[13] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

ایک اور طویل روایت جو ابو رافع سے بطریق ابو احمد بن عدی حدثنا اسحٰق بن ابراہیم بن یونس حدثنا عیسیٰ بن مہران حدثنا مخول حدثنا عبدالرحمٰن بن الاسود عن محمد بن عبیداللہ ابن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ ابی رافع مروی ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ ابو رافعؓ نے احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علیؓ کے ساتھ دیکھا.... جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: "یَا مُحَمَّدُ هٰذِهِ الْمُوَاسَاةُ؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: "أَنَا مِنْهُ وَهُوَ مِنِّي[14]"

علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث صحیح نہیں ہے[15]" اس روایت کی اسناد میں عیسیٰ بن مہران موجود ہے جس کے متعلق علامہ ابن الجوزیؒ اور علامہ ابن عراق الکنانیؒ

---

[1] کتاب المجروحین لابن حبانؒ ج ۲ صفحہ ۲۱۶-۲۱۹ [2] میزان الاعتدال للذہبیؒ ج ۳ ص ۲۹۶ [3] تاریخ یحییٰ بن معینؒ ج ۲ صفحہ ۹۱ [4] الطبقات الکبریٰ ج ۶ صفحہ ۲۶۲ [5] التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ق ۱ ص ۱۵۶ [6] الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ ج ۳ صفحہ ۶۹، ۲۷۰ [7] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۶ صفحہ ۹ [8] الکامل فی الضعفاء لابن عدیؒ ج ۴ ترجمہ ۲۰۶۳ [9] تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۸ ص ۳۹۱ [10] المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۹۶ [11] تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ صفحہ ۲۵ [12] فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ صفحہ ۳۷۲-۳۷۳ [13] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ صفحہ ۲۹۸-۲۰۰ وج ۲ صفحہ ۹۲-۲۴۶-۳۲۲ [14] کتاب الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۳۸۱-۳۸۲ [15] ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ "رافضی کذّاب تھا۔ ابنِ عدیؒ فرماتے ہیں کہ وہ موضوعات بیان کرتا تھا"[1] علامہ ذہبیؒ بھی فرماتے ہیں کہ "کذاب تھا، ابنِ عدیؒ کا قول ہے کہ موضوع احادیث بیان کرتا تھا اور رفض میں محترق تھا۔ اس سے اَنَا مِنْهُ وَهُوَ مِنِّيْ والی حدیث مروی ہے۔ ابو حاتمؒ کا قول ہے کہ کذّاب تھا۔ دار قطنیؒ فرماتے ہیں: "برا آدمی تھا" خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ رافضی شیاطین میں سے ایک شیطان تھا"[2] امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: "برا آدمی تھا، اس کا مذہب بھی برا تھا وہ ابنِ جریر الطبریؒ سے روایت کرتا تھا"[3] مزید تفصیل کے لیے الکامل فی الضعفاء لابنِ عدیؒ[4] تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ[5]، الجرح والتعدیل لابنِ ابی حاتمؒ[6] لسان المیزان لابنِ حجر عسقلانیؒ[7] اور المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروانؒ[8] وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں۔

اِس حدیث کو ایک متعصب شیعہ عالم محمد بن حمید الرازی المعروف بہ شیخ عبد الحسین الموسوی نے اپنی کتاب "المراجعات" میں اس طرح بیان کیا ہے:

"قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَاتٍ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: عَلِيٌّ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ، وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ"[9]

پھر اس کی تخریج کرتے ہوئے حاشیہ پر اس طرح لکھا ہے:

"اس کی تخریج ابنِ ماجہؒ نے اپنی سنن کے باب فضائل الصحابۃ ج ۱ ص ۹۲ میں اور ترمذیؒ و نسائیؒ نے اپنی اپنی صحیح میں کی ہے۔ یہ حدیث (۲۵۳۱) کنز ج ۶ ص ۱۵۳ پر بھی درج ہے۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند ج ۴ ص ۱۶۴ میں حبشی بن جنادہؓ کی حدیث کی تخریج متعدد طرق کے ساتھ کی ہے اور اس کے وہ تمام طرق صحیح ہیں۔ یہاں واضح رہے کہ یہ روایت یحییٰ بن آدم عن اسرائیل بن یونس عن جدہ ابی اسحٰق السبیعی عن حبشی بن جنادہ سے مروی ہے۔ اور یہ تمام رواۃ شیخین کے نزدیک حجّت ہیں۔ جو شخص اس حدیث کے لئے مسند احمد کی طرف رجوع کرے گا وہ جان لے گا کہ اس کا صدور حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا تھا"[10]

---

[1] تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ للکنانی ج ۱ ص ۹۷ [2] میزان الاعتدال للذہبی ج ۳ ص ۲۲۴-۲۲۵ [3] الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۴۸۱ [4] الکامل فی الضعفاء لابنِ عدی ج ۵ ترجمہ ۱۸۹۹ [5] تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ج ۱۱ ص ۱۶۶ [6] الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۲۹۱ [7] لسان المیزان لابنِ حجر ج ۴ ص ۲۰۱ [8] المجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۳۵۰ [9] کتاب المراجعات للرازی ص ۱۷۳ [10] ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاشیہ نگار کی اس عبارت پر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی نے ایک طویل تعقب لکھا ہے جس کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

۱۔ اس حدیث میں قول: "یوم عرفات" کی کوئی اصل نہیں ہے، یہ محض افترا ہے۔

۲۔ قول: فی حجۃ الوداع" کی یہ زیادتی سوائے ابن عساکر کے طریق واہیہ کے اور کسی طریق میں وارد نہیں ہے۔ پس اگر اس اضافہ کے ساتھ حدیث کو ابنِ عساکرؒ کے علاوہ دُوسروں کے نزدیک بھی درست مانا جائے تو یہ ان سب پر افترا ہو گا۔

۳۔ قول: جو شخص اس حدیث کے لئے مسند احمد کی طرف رجوع .... الخ" میں بھی تضلیل کشوف ہے۔ کیونکہ مسند میں حبشی کے متعلق ابو اسحٰقؒ کے علاوہ اور کسی سے منقول نہیں ہے کہ "وہ حجۃ الوداع میں موجود تھے" لیکن ہر صاحبِ علم و بصیرت اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ یہ جملہ تصریحاً تا تلمیحاً کسی طرح بھی نہیں بتاتا کہ حبشی بن جنادہ نے یہ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنی تھی۔

۴۔ "قول: اور ترمذیؒ و نسائیؒ نے اپنی اپنی صحیح میں --- الخ" بھی گمراہی ہے۔ کیونکہ امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ کی کتب "سنن" کے نام سے معروف ہیں نہ کہ "صحیح" کے نام سے۔ اور یہ صحیح ہو بھی کس طرح سکتی ہیں جب کہ اُن میں ضعیف احادیث تک موجود ہیں جن کی تصریح خود مؤلف نے بھی کی ہے۔ نیز یہ کہ نسائیؒ نے اس حدیث کی تخریج اپنی "سنن" میں نہیں بلکہ ایک الگ کتاب "خصائصِ علیؓ"[1] میں کی ہے۔

۵۔ "قول: --- متعدد طرق کے ساتھ کی ہے" یہ بھی کذب ہے کیونکہ نہ مسند میں اور نہ ہی کسی اور کتاب میں اس کا کوئی دوسرا طریق مروی ہے۔ صرف ایک طریق جو ہر جگہ ملتا ہے وہ ابی اسحٰق السبیعی عن حبشی بن جنادۃ والا ہے۔ ابو اسحٰقؒ کے بعد روایت کرنے والوں کی تعداد یا ان کے طرق جدا ہونے پر یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اس حدیث کی تخریج متعدد طرق سے کی ہے۔

---

[1] "خصائص علیؓ" امام نسائی کی وہ کتاب ہے جس کے متعلق شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں: "اس کتاب میں ضعیف بلکہ موضوع روایات تک شامل ہیں کیونکہ اس کی تالیف کی غرض محض روایات کو جمع کرنا تھا نہ کہ ان پر نقد" (ملاحظہ فرمائیں "منہاج السنۃ النبویۃ لابن تیمیۃ ج ۴ صفحہ ۱۱۹-۱۲۴ طبع بولاق ۱۳۲۲ھ والتعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی للفوجیانی ص ۱۲۲ طبع المکتبۃ السلفیۃ لاہور۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ "قول: اور اس کے وہ تمام طرق صحیح ہیں"۔ یہ بھی کذب بیانی ہے کیونکہ جب صرف ایک طریق کے علاوہ کوئی دوسرا طریق موجود ہی نہیں ہے تو ان مفروضہ طرق کی صحت کا دعوے کس طرح اور کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟"[1]

اختتام پر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الألبانی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اس شیعہ عالم نے بہت سی اکاذیب کو اپنی اس کتاب میں درج کیا ہے۔ مصنف کا علم سے بے بہرہ ہونا، احادیثِ ضعیفہ و موضوعہ سے احتجاج کرنا صحابہ کرامؓ و ائمہ حدیث اور اہلسنّت پر زبانِ طعن دراز کرنا اس کتاب کے ایسے امور ہیں کہ مصنف اور اس کی کتاب میں موجود جملہ اکاذیب و خرافات کا ابطال و رد کرنا ضروری ہے۔ الخ"[2]

اب اس سلسلہ کی سب سے قوی اور مستند روایت پیشِ خدمت ہے۔ اس روایت کو امام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ نے اپنی "صحیح" کی کتاب "فضائل الصحابہؓ" کے باب "مناقب علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی ابی الحسنؓ" اور کتاب "المغازی" کے باب "عمرۃ القضاء" کی ایک طویل حدیث میں بطریق عبیداللہ بن موسیٰ عن اسرائیل عن ابی اسحٰق عن البراء رضی اللہ عنہ اس طرح لائے ہیں:

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ"[3]

اس روایت کی اسناد میں بھی ابو اسحٰق السبیعی موجود ہے۔ جس پر ائمہ جرح و تعدیل اور کبار محدثین کی نقد و جرح اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ لیکن یہاں اس راوی کی موجودگی قطعی مضر نہیں ہے، کیونکہ بقول امام المحدثین علامہ ابنِ حجر عسقلانیؒ، عمرو بن عبداللہ ابو اسحٰق السبیعی اختلاط کا شکار ہونے سے قبل اثبات کے علماء میں شمار ہوتا تھا۔ اور امام بخاریؒ نے اس کی کوئی ایسی حدیث نہیں لی ہے جسے اُس نے قدماء مثلاً ثوریؒ اور شعبہؒ وغیرہ سے بیان نہ کر کے متاخرین مثلاً ابنِ عیینہؒ وغیرہ سے روایت کیا ہو، چنانچہ امام بخاریؒ کے ساتھ محدثین کی بڑی جماعت نے بھی عمرو بن عبداللہ سے (قبل از اختلاط) احتجاج کیا ہے"[4]

[1] سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی ج ۴ ص ۶۳۴، ۶۳۶ [2] ایضاً [3] صحیح البخاری مع فتح الباری لابن حجر ج ۷، ص ۷۰ باب ۹ و ج ۷، ص ۴۹۹ باب ۴۳ طبع دار المعرفۃ بیروت [4] ہدی الساری مقدمہ فتح الباری لابن حجر ص ۴۳۱ طبع دار المعرفۃ بیروت۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا مطلب و مفہوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد محض حضرت علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے باعث نہیں بلکہ نسب وصہر اور مسابقت اور محبت وغیرہ کی وجہ سے ہے۔ اگر محض قرابت کی وجہ سے سمجھا جائے تو اس میں حضرت جعفرؓ بھی شریک ہوں گے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قولِ نبویؐ کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت میں آنجنابؓ کا مبالغہ کی حد تک اتحاد واتفاق ہونا۔ نیز حدیث کے اس معنی ومفہوم کی تائید میں بعض اور احادیثؓ بھی مروی ہیں، مثلاً ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ عَلِيًّا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ"[1] — "بیشک حضرت علیؓ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتے ہیں، اللہ اور اس کا رسول بھی ان سے محبت رکھتا ہے"

محبت کی اس مطلق صفت میں تمام مسلمان حضرت علیؓ کے ساتھ مشترک ہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو تلمیحاً بیان کیا گیا ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ[2] — "آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا"

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری محسوس ہوتی ہے کہ بعض لوگ اپنے اس موقف کی تائید میں ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں جو اس طرح ہے:

"أَنَا مِنَ اللهِ وَالْمُؤْمِنُونَ مِنِّي" — یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ہوں اور مومنینؓ مجھ سے ہیں"

لیکن یہ حدیث بھی موضوع ہے، علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: "کہ یہ کذب مختلق ہے" زرکشیؒ کہتے ہیں: "یہ حدیث معلوم نہیں" امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث موضوع ہے" بعض حفاظِ حدیث بیان کرتے ہیں کہ "ان الفاظ کے ساتھ اس کا مرفوعاً مروی ہونا معروف نہیں ہے" لیکن اسمٰعیل بن محمد العجلونی الجراحیؒ (م ۱۱۶۲ھ) اور شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن

[1] مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۵ [2] سورۃ آل عمران۔ آیت ۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السخاویؒ (م ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ "مگر کتاب وسنت سے فی الواقع ایسا ہونا ثابت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ اور سنت سے اشعریین، حضرت علیؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ، أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ اور هٰذَا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ ثابت ہے۔" أَنَا مِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّيْ فَمَنْ آذَى مُؤْمِنًا فَقَدْ آذَانِيْ" والی حدیث دیلمیؒ نے عبداللہ بن جراد سے مرفوعاً بلا اسناد روایت کی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے "تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی ألسنة الناس من الحدیث" از عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن عمر الشیبانی الشافعی الأثریؒ (م ۹۴۴ھ) المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة للسخاویؒ[2]، کشف الخفاء ومزیل الألباس عما اشتهر من الأحادیث علی ألسنة الناس للعجلونیؒ[3] اور الموضوعات الکبیر لملا علی القاریؒ[4] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض حدیث زیر بحث میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مکمل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی صفت سے متصف ہیں۔ اور اسی لئے اُن کی محبت کو ایمان کی علامت اور اُن سے بغض کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے جیسا کہ اس حدیث نبویؐ میں مروی ہے: "لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ"[5]

اس امر کے لئے امّ سلمہؓ کی وہ حدیث بھی شاہد و مؤید ہے جس کی تخریج امام احمدؒ نے فرمائی ہے۔ یہ ہے حدیث زیر بحث کا صحیح مطلب و مفہوم و شرح۔ مشہور شارحینِ حدیث میں سے امام ابنِ حجر عسقلانیؒ، امام نوویؒ اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہم اللہ نے اپنی وقیع شروحِ احادیث میں اس حدیث کا یہی مطلب و مفہوم بیان فرمایا ہے[6]۔

(جاری ہے)

---

[1] تمیز الطیب للشیبانی ص۱۴۲ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء [2] المقاصد الحسنة للسخاوی ص۹۵ طبع دار الکتب العلمیة بیروت ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء [3] کشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص۲۳۶ طبع مؤسسة الرسالة بیروت ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء [4] الموضوعات الکبیر از ملا علی قاریؒ مترجم ص۱۳۶ طبع محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل روڈ کراچی [5] جامع ترمذی مع تحفة الأحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص۳۲۶، ۳۲۲ وسنن ابن ماجہ مقدمہ باب ۱۱ و مسند احمد ج ۱ ص۸۴، ۹۵، ۱۲۸ ج ۵ ص۲۵۰، ۳۵۹، ۳۶۶، ج ۶ ص۲۹۲ [6] فتح الباری لابن حجرؒ ج ۷ ص۵۰۰، ۴۷۱ وتحفة الأحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص۳۲۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ